بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقعہ پر صدر پاکستان جناب محمد یحییٰ خان صاحب کا پیغام مملکت پاکستان کی نظریاتی اساس کے لحاظ سے بلاشبہ ملک کی تعمیر اور تشکیل جدید کیلئے روشنی کا مینار اور واضح ترین "لیگل فریم ورک" کا کام دے سکتا ہے۔ اب ضرورت ایسے مومنانہ اقدامات کی ہے جو ملک کے ہر شعبہ میں اس پیغام کی روح کو لئے ہوئے فوری طور پر نافذ العمل کئے جا سکیں۔ قول اور پیغام وعظ و تبلیغ کی حد تک کوئی بھی رہنما اصول نہ تو کبھی معاشرہ میں انقلاب برپا کر سکا ہے اور نہ اس سے کوئی قوم پیش آمدہ حوادثات اور بحرانوں سے نکل سکی ہے۔ صدرِ پاکستان نے اپنے موثر اور جامع پیغام میں فرمایا کہ برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اسی لئے کیا تھا کہ وہ اپنی مملکت میں آزادانہ طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو سکیں۔ صدر یحییٰ خاں نے آگے چل کر کہا ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنا چاہیئے کہ اسلام کے جن ارفع و اعلیٰ اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ہم نے اپنے لئے علیحدہ وطن حاصل کیا تھا انفرادی یا اجتماعی طور پر ہم نے ان اصولوں کا کس حد تک احترام کیا ہے۔ صدرِ محترم نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت و انصاف کے ابدی اصولوں پر مبنی ایک ایسا نظام عطا کیا جس نے انسانوں کو علاقائی جغرافیائی اور نسلی وفاداریوں کے تنگ دائرے سے نجات دلادی، آئیے! ہم متحد و متفق ہو کر اس نظام پر عمل پیرا ہونے کا عہد و پیمان کریں۔

صدرِ محترم کے ان پاکیزہ جذبات اور احساسات سے عیاں ہے کہ موجودہ مصائب اور آزمائشوں میں مبتلا قوم کی بیماری کی صحیح تشخیص کر لی گئی ہے۔ اور ذاتی اطلاعات کی حد تک اقتدار کے اونچے ایوانوں میں بھی آجکل یہ تاثر بجا طور پر عام ہے کہ ملک کی سالمیت بقا اور ہمارے باہمی اتحاد اور یگانگت کی اگر کوئی صورت رہ گئی ہے تو وہ صرف اور صرف اسلام اور حضور خاتم النبیینؐ کا لایا ہوا لائحہ عمل ہے جذبات احساسات اور زبانی حد تک یہ انقلاب بھی الحمدللہ نہایت خوش آئند ہے۔ قدرت کی اتنی عظیم ابتلاء اور آزمائش کے باوجود بھی یہ احساس اور شعور اگر پیدا نہ ہو سکا تو ہم کسی طرح زندہ اور باشعور قوم کہلانے کے مستحق نہ رہیں گے۔ اب ضرورت

صرف یہ رہ گئی ہے کہ صدر محترم کی قیادت میں پوری حکومت جرأت مؤمنانہ اور جذبۂ ایمانی سے کام لیکر ملک کے ہر شعبہ میں تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں انقلابی اصلاحی اقدامات نافذ فرما دیں، ورنہ یہ بات ناقابلِ فہم اور نہایت افسوسناک ہوگی کہ مریض جان بلب ہو، مرض جانگسل ہو، مرض کی تشخیص ہو چکی ہو، علاج کے لئے قوت و وسائل اور اسباب سب کچھ موجود ہوں مگر نسخۂ شفاء کے استعمال کی بجائے اس کے ورد پر اکتفاء کیا جائے اور مریض جان توڑ دے۔ اسوقت پوری قوم کو اجتماعی طور پر گھن لگ چکا ہے اور برسرِ اقتدار طبقہ کو اللہ نے قوت و حاکمیت کے وسیع اختیارات دئے ہیں اگر صدر محترم چاہیں تو ان وسیع اختیارات سے کام لیکر قومی زندگی کے ہر شعبہ میں دوررس نتائج اور برکات کی حامل تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔ اگر کسی علاقہ یا خطہ کی حفاظت یا کسی ملکی و ملی مفاد پر مبنی احکامات آرڈیننس کی شکل میں نافذ ہونے چاہئیں تو کیا وجہ ہے کہ پورے ملک اور قوم کی بقاء اور حفاظت کیلئے ایسے اقدامات میں پس و پیش کیا جا سکے۔ اگر "جمہوریت" غداروں کو تحفظ نہیں دے سکتی تو کیا وجہ ہے کہ اس جمہوریت کے نام پر ہم کسی گروہ کو نظریۂ پاکستان ـــ اسلام اور اسلامی حاکمیت ـــ کو مجروح کرنے یا اسے پس منظر میں ڈالنے کی اجازت دیں۔ تو پھر جمہوریت بھی اتنی موہوم جس کے انتظار میں کسی قوم کے عروج وارتقاء کا بنیادی زمانہ اور اہم صلاحیتیں ہی ضائع ہو جائیں ـــ

اس وقت اللہ نے اپنے فضل و کرم اور ملک کی مایۂ ناز افواج اور مشرقی پاکستان کے غیور محب اسلام باشندوں کی مشترکہ مساعی سے ہمیں سوچ کر اپنی لغزشوں کی تلافی کرنے کا ایک موقع دیدیا ہے۔ اسے گنوانا ہماری قومی تاریخ کی سب سے بڑی غلطی ہوگی۔ اس وقت بلاشبہ ملک سیاسی بے یقینی اور بہت حد تک اقتصادی بحران میں مبتلا ہے، ہر طرف سے قومی مسائل ہمیں گھیرے ہوئے ہیں، لیکن سب سے اہم اور نازک مسئلہ جو پوری قوم کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جا رہا ہے، وہ اس ملک کے باشندوں کا اخلاقی مسئلہ ہے، اور پورے ملک کو معاشی اور سیاسی دلدل میں پھنسا دینے میں اخلاقی اور معاشرتی مسئلے کا بنیادی حصہ ہے۔ اجتماعی حیثیت سے قوم کی غالب اکثریت نبی کریمؐ کی اخلاقی اقدار اور اسلام کے نظام تمدن و معاشرت سے ہٹ چکی ہے۔ نوجوان طبقہ میں اباحیت انارکی اور آزاد روی کا دور دورہ ہے۔ اور اخلاقی قدروں کی پامالی کی یہ جرأت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ انہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد النبیؐ کے نام پر جسکی مناسبت سے صدر پاکستان نے مذکورہ بالا پیغام دیا ہے۔ جلسے اور جلوسوں میں وہ سب کچھ کیا گیا جو کسی مسلمان اور حیادار شخص کو نجی سے نجی مجلسوں میں بھی زیب نہیں دیتا۔ میلاد النبیؐ کے جلوسوں میں جنسیت زدہ فحش سفلی، فلمی گانوں کے ریکارڈ سنائے گئے، شراب پی کر عورتوں کو چھیڑنے کے واقعات، بھنگڑا ناچ، "ہے جمالو" کی تان پر

عَلَی غپاڑہ اور یہاں تک کہ شب میلاد کے ایک پروگرام کے تحت لاہور کے جمخانہ کلب میں اونچے طبقے والے لڑکوں اور لڑکیوں کا رقص۔ اس صاحب سیرۃ مطہرۃ کے نام پر جو عصمت وعفت کا علمبردار اور اخلاق طیبہ کا پیکر اور حیا و وقار کا صورت مجسّم بن کر دنیا کو اخلاق کا درس دینے آئے تھے۔ ہمارے نوجوان طبقہ کی جرأت رندانہ کا یہ عالم کہ آزاد کشمیر سے مخلوط تعلیم پر پابندی کی خبر آئی تو یہ خبر مغرب زدگان پر بجلی بن کر گری۔ جامعہ کراچی نے طلبہ وطالبات کو اتنی سی ہدایت کی کہ وہ آپس میں زیادہ اختلاط نہ رکھیں تو اس پہ واویلا شروع ہوا کہ یہ رجعت پسندی اور فطری آزادی پہ پابندی ہے۔ پیٹ کی پجاری ذہنیت نے تو اسے سیاسی سٹنٹ بنا دیا کہ ایسی پابندیوں سے افلاس کا مسئلہ اور پیچیدہ ہو جائے گا۔ اور یہ تو اخلاقی زوال کے چند بولتے نمونے ہیں۔ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھئے دن دہاڑے قتل و غارت گری اور بھرے بازاروں میں لڑکیوں کا اغواء، دھوکہ، فریب، سمگلنگ، ملاوٹ اور دیگر معاشرتی خرابیوں کے علاوہ اور کچھ نظر ہی نہ آئے گا۔ اخبارات کے فلمی ضمیمے تو چھوڑئیے، ہر سنجیدہ اخبار کا آدھا حصہ فلم سے متعلق فحش ترین اشتہارات سے دعوت فحاشی دیتا ہوا ملے گا۔ ٹیلی ویژن پروگراموں نے تو گھر گھر پہنچ کر فلمی خرابیوں کی کسر پوری کر دی ہے۔ ریڈیو سے مروجہ فحش فلمی گانوں اور جنس آلود ڈراموں کی بھرمار ہے۔ سڑک اور بازار فحش تصاویر اور سائن بورڈوں سے اٹے پڑے ہیں۔ جدھر نگاہ دوڑائیے اور جدھر کان لگائیے عفت وعصمت اور اخلاق وحیاء کے لٹنے اور مٹانے کی صدائے عام ہے۔

یہ حالات نہ تو یکایک پیدا ہوئے ہیں نہ خود بخود، جن تعلیم گاہوں سے نوجوان پود تربیت پا کر نکل رہی ہے وہاں کی تعلیمی اور تربیتی نظام پر ایک نگاہ دوڑائیے ثانوی اداروں سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ یونیورسٹی تک سب کچھ موجود ہے مگر اسلامی علوم، قرآن وسنت، اخلاق نبوی اور معاشرت اسلامی کی تعلیم کا نام ونشان نہیں جو کچھ ہے صفر کے برابر ہے، پبلک اور مشنری سکولوں سے جو پود نکل نکل کر "ہپی ازم" کی گود میں جا رہی ہے آخر اس کی ذمہ دار ہم نا پختہ نوجوان ذہنیت کو کیوں ٹھہرائیں ـــــ الغرض ان ناگفتہ بہ حالات اور خرابیوں کی اصلاح کیا صرف زبانی اور تحریری پیغامات سے ہو سکتی ہے۔؟ اور کیا اتنی خرابی بسیار کے بعد بھی ہمیں اسلامی معاشرت اور کتاب وسنت پر مبنی لائحۂ حیات اپنانے میں پس وپیش ہے۔ یا پھر ہمارا مرض لاعلاج ہو چکا ہے اور ہماری محرومی اور بدقسمتی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔؟

واذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینہم ـــــ الی قولہ ـ افی قلوبہم مرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللہ علیہم ورسولہ بل اولئک ہم الظلمون۔

واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل۔

سمیع الحق